راستہ صاف کرو

اس غفلت کی نیند پر چار سو برس گذر گئے اور مسافر کے آغازِ سفر پر ہزار واں برس گذر رہا تھا یہ اکبر کا دَور تھا جب عجم کے ایک جادوگر نے آکر بادشاہ کے کان میں یہ منتر پھونکا کہ دین عربی کی ہزار سالہ عمر پوری ہو گئی۔ اب وقت ہے کہ ایک شہنشاہ امی کے ذریعہ نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین منسوخ ہو کر دین الٰہی کا ظہور ہو۔ مجوسیوں نے آتشکدے گرمائے، عیسائیوں نے ناقوس بجائے برہمنوں نے بُت آراستہ کئے اور جوگ اور تصوف نے مل کر کعبہ اور بتخانہ کو ایک ہی چراغ سے روشن کرنے پر اصرار کیا اس بیچ میل تحریک کا جو اثر ہوا اس کی تصویر اگر کوئی دیکھنا چاہے تو "دبستان مذاہب" کا مطالعہ کرے کتنے زنارداروں کے ہاتھوں میں تسبیح اور کتنے تسبیح خوانوں کے گلوں میں زنار نظر آئیں گے! بادشاہی آستانہ پر کتنے امیروں کے سر سجدہ میں پڑے اور شہنشاہ کے دربار میں کتنے دستار بند کھڑے دکھائی دیں گے اور مسجدوں کے منبر سے یہ صدا سنائی دے گی۔

تعالیٰ شانہٗ۔ اللہ اکبر

یہ ہو ہی رہا تھا کہ سرہند کی سمت سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی — راستہ صاف کرو کہ راستہ کا چلنے والا آتا ہے" ایک فاروقی مجدد فاروقی شان سے ظاہر ہوا — یہ احمد سرہندیؒ تھے"۔

(سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ۔ مقدمہ سیرت سید احمد شہیدؒ ص ۳۰-۳۱)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

روایتِ معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ——— (۱۷) ——— محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّهُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم قَالَ لِاَصْحَابِهٖ تَوَضَّؤُا فَلَمَّا تَوَضَّؤُا نَظَرَ اِلَیَّ فَقَالَ يَا مُعَاوِيَةُ اِنْ وُلِّيْتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ

(تطہیر الجنان ص۱۵)

یہ روایت جو نقل کی گئی ہے اس کو امام ابن حجر مکی قدس سرہ نے اپنی کتاب تطہیر الجنان میں نقل کیا ہے مجمع الزوائد ج ۵ ص۱۸۶ پر بھی یہ روایت ہے۔ ان حضرات کا ماخذ مسند احمد اور ابو یعلی ہے —— حدیث کا ترجمہ یہ ہے :-

کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنے رفقاء سے وضو کرنے کا فرمایا۔ جب انہوں نے وضو کر لیا تو آپؐ نے میری جانب توجہ فرمائی اور فرمایا "اے معاویہؓ! اگر تمہیں حکومتی کاموں کا ذمہ دار بنایا جائے تو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل و انصاف سے کام لینا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے محبوب صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ صحیح روایات کے پیش نظر فتح مکہ سے قبل انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اس کا اظہار اس موقعہ پر ہوا جیسا کہ خود ان سے منقول ہے۔ حضور علیہ السلام کے دورِ سعادت میں آپ علاوہ کتابت وحی کی ذمہ داریوں کے مروجہ اصطلاح کے مطابق افسر مہمانداری بھی رہے۔ حضور علیہ السلام سے ایک تو یہی تعلق تھا کہ قریش کی معزز ترین شاخ بنو امیہ کے وہ چشم و چراغ تھے اور پھر ان کی حقیقی ہمشیرہ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی اہلیہ ہیں۔ اس اعتبار سے وہ "اُمّ المومنین" اور حضرت امیر معاویہؓ خال المومنین اور آپؐ کے برادر نسبتی ٹھہرے۔ حضور علیہ السلام کے وجود مبارک سے اترے ہوئے بعض کپڑے اور آپؐ کے کٹے ہوئے ناخن اور بال آپؓ کے پاس موجود تھے ۔ وفات کے وقت ان کپڑوں میں دفن دینے اور ان بالوں اور ناخنوں کو جسم کے ان حصوں پر لگا دینے کی وصیت فرمائی جو سجدہ کے دوران استعمال ہوتے ہیں اور فرمایا ایسا کرکے میرا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا وہ غفور الرحیم ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ کے دور میں ان کا اور جناب علی کا باہمی اختلاف ضرور رہا لیکن ایک موقعہ پر جب کسی رومی غیر مسلم سربراہ نے انہیں حمایت و امداد کی پیش کش کی تو انہوں نے اسے سختی سے ڈانٹ دیا اور اتنا سخت جواب دیا کہ وہ کانپ اٹھا۔ اس جواب میں آپ نے اس نزاع کو دو بھائیوں کا نزاع قرار دیا اور فرمایا کہ اگر کفر و اسلام کا باہمی ٹکراؤ ہو گیا تو پھر حضرت علیؓ کی قیادت میں پہلا سپاہی معاویہؓ ہو گا اور کفر سے دو دو ہاتھ کریگا۔

آپؓ ابتدا ہی سے اہم ترین ذمہ داریوں پر فائز تھے اور خلیفہ ثانی و ثالث حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے دور میں شام کی گورنری آپ کے پاس تھی۔ اس وقت کا شام جغرافیائی حدود کے اعتبار سے آج کے شام سے بہت بڑا تھا۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (باقی ۲۲ پر)

اداریہ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ ✤ ۹ جنوری ۱۹۸۱ء
جلد ۲۶ ✤ شمارہ ۲۸

اس شمارہ میں

سہ فریقی لیبر کانفرنس (اداریہ)
اولیاء کرام کا احسان (مجلس ذکر)
نبوت کا احترام (خطبہ جمعہ)
پیغام چنیوٹ کانفرنس
علماء کی توجہ کے لئے
ایک حدیث
اسلام کے خلاف
وغیرہ

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ -/۶۰ ، ششماہی -/۳۰
	سہ ماہی -/۱۵ ، فی پرچہ ۱/۵۰

سہ فریقی لیبر کانفرنس کے نام

صدر مملکت کا پیغام

اسلام آباد میں منعقد ہونے والی سہ فریقی لیبر کانفرنس میں صدر مملکت اپنی علالت کے سبب شرکت نہ کر سکے لیکن انہوں نے اپنا جو پیغام بھیجا اس کی روح کو اگر اپنا لیا جائے تو معاشرہ میں دیانت و امانت رواج پا سکتے ہیں اور لوگ رزق حلال کی برکات سے متمتع ہو سکتے ہیں۔

صدر مملکت نے اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے رزقِ حلال کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔ کہ آپ خواہ صنعت کار ہیں یا مزدور، کسان ہیں یا زمیندار، تاجر ہیں یا سرکاری ملازم! رزق حلال اور صرف رزقِ حلال کمائیں اس میں حرام مال کا زہر نہ ملائیں۔

موصوف کی بات بڑی قیمتی اور وزنی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حرام مال انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ آخرت تو تباہ ہو گی ہی دنیا بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ قرآن و حدیث نے اس عنوان پر بڑے واضح احکامات دیے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہر چھوٹا بڑا بے راہروی کا شکار ہے —— الّا ماشاء اللہ —— ذرا آپ دیکھیں کہ حرام کا زہر کس کس انداز سے ہماری زندگی کو تلخ کئے ہوئے ہے! رشوت، ناجائز منافع خوری، بلا محنت مال کی خواہش جیسے متعدد عنوانات ہیں جن پر تفصیلی گفتگو ممکن ہے جن سے واضح ہو جائے گا کہ کوئی کس حد تک ان مصائب و آلام کا شکار ہے —— اور جہاں تک سود کا تعلق ہے تو بدقسمتی سے یہ ایسی لعنت ہے جو پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے —— کچھ عرصہ قبل ایک ایسی رپورٹ کا مژدہ جانفزا سنایا گیا تھا جو بلاسود بینکاری کے سلسلہ میں بقول ڈاکٹر

تنزیل الرحمٰن عالم اسلام میں ہونے والی کوششوں میں سب سے موثر کوشش تھی لیکن اس کے مندرجات سے اب تک محرومی ہے — اب نئے شمسی سال سے (اے کاش! یہ کام نئے قمری سال سے ہوتا — تو ہماری روایات کے زیادہ قریب ہوتا) نفع نقصان کی بنیاد پر بینکوں میں کھاتوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ خدا کرے کہ یہ منصوبہ پروان چڑھے اور ملت اس عذاب الیم سے نجات حاصل کرے۔

صدر محترم کو سرکاری محکموں کی اصلاح کے لئے مؤثر قدم اٹھانا چاہیئے کیونکہ ان اہلکاروں کا طرز عمل نہ صرف مال حرام کی ترویج کا باعث بنتا ہے بلکہ اس سے اور بھی متعدد خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، زرعی اور صنعتی میدان میں امن برقرار رکھنا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ زمیندار اور صنعت کار، کسان اور مزدور کو اپنا بھائی سمجھیں اور ان کے ساتھ مروت و شفقت کا وہ معاملہ کریں جس کا سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات میں سبق دیا گیا ہے اور کسان مزدور محنت و مشقت سے جی نہ چرائیں اور احساس ذمہ داری کا بھرپور مظاہرہ کریں۔ اگر اس پیغام کی روح کی طرف توجہ دی گئی اور راعی و رعایا نے اپنے فرائض کا احساس کیا، تو یقیناً ہم آسمانی و زمینی برکات سے مالا مال ہو سکیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم پر اپنا رحم فرمائے۔

وفیات

احقر کے عم محترم (حضرت والد صاحب کے ماموں زاد) مولانا سیّد محمد شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ گذشتہ ہفتہ اچانک انتقال فرما گئے۔

حضرت والا مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ قدس سرہٗ کے شاگرد اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک باخدا شیخ طریقت تھے۔ حضرات صحابہ علیہم الرضوان سے بے پناہ عقیدت تھی اور ان کے مخالفین سے سخت نفرت اور بیزار۔ مجلس احرار اسلام کے مخلص کارکن اور اکابرین احرار کے جاں نثار ساتھی تھے گزشتہ $\frac{۲۵}{۲۶}$ سال سے پولیس مسجد سرگودھا میں خطیب کی حیثیت سے متعلق تھے۔ حرکت قلب نے ساتھ چھوڑ دیا اور چند منٹ میں آپ شب جمعہ اپنے خالق کے حضور جا پہنچے۔ جمعہ کے دن بعد از نماز سرگودھا میں اور شام کو آبائی قصبہ بھیرہ میں مثالی جنازے ہوئے۔ (باقی ۶ پر ۹)

انسانیت کا جوہر

عام طور پر انسان کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ دو پاؤں، دو ہاتھ، دو آنکھیں، بتیس دانت، دو کان، ایک زبان اور قد سیدھا ہونے کا نام انسان ہے حالانکہ یہ چیز حقیقتاً انسان نہیں ہے البتہ انسان کا ڈھانچہ اور لفافہ ضرور ہے جس طرح کہ خط لفافہ کو کہا جاتا ہے حالانکہ لفافہ خط نہیں ہوتا بلکہ لفافہ کے اندر خط ملفوف ہوتا ہے اگر لفافہ کے اندر خط نہ ہو تو لفافہ بیکار اور فضول ہے۔ اسی طرح اگر اس لفافہ کے اندر انسانیت پائی جائے تو پھر یہ لفافہ قابل قدر ہے اور اگر اندر انسانیت کا جوہر نہیں ہے تو پھر یہ لفافہ ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہے اور وہ شکلِ انسانی جس میں انسانیت کا جوہر نہ ہو اُس کی ردّی کی ٹوکری دوزخ ہے۔

(ملفوظات طیبات ص۱۷)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

اولیاء کرام کا احسان والدین سے زیادہ ہے

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: —

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(صدق اللہ العظیم)

محترم حضرات! حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے الفاظ میں اس آیت کا ترجمہ یوں ہے :-

"البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔"

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی تمہارے لئے مشعل ہدایت ہے انسان کو اپنی پیدائش سے وفات تک جو مسائل پیش آتے ہیں ان سب کا شافی جواب اسوۂ حسنہ میں موجود ہے۔

سچ پوچھیں تو آج روئے زمین پر سیدھی اور صحیح راہ ایک ہی ہے۔ سورۃ انعام کی ایک آیت کی روشنی میں حضور علیہ السلام نے زمین پر ایک خط مستقیم کھینچا اور اس کے ارد گرد ٹیڑھے ترچھے کئی خطوط کھینچے اور فرمایا یہ سیدھا خط تو صراط مستقیم ہے، اور یہ ادھر ادھر جو خطوط ہیں ان کی مثال غلط راستوں کی سی ہے۔

آج دنیا میں بعض لوگ اور بھی ہیں جو اپنے مذاہب کے معاملہ میں آسمانی مذاہب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بات تو صحیح ہے اور جن انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ وہ مذاہب دنیا میں آئے تھے ان کی صداقت میں ذرہ برابر شک نہیں اور جو شک کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ مذاہب اپنے نام لیواؤں کی حرکات کے سبب تحریف کا شکار ہو گئے — اب سچا مذہب دین اسلام کی شکل میں موجود ہے۔ جس کی الہامی کتاب قرآن مجید ہے جو تمام آسمانی مذاہب اور ان کی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس کتاب مقدس میں انسانیت کا مقصدِ تخلیق "الاّ لیعبدون" فرمایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی — زندگی کے شب و روز کا اس طرح ٹائم ٹیبل بنانا کہ ہر لمحہ مرضی باری کے مطابق گذرے یہی عبادت و بندگی ہے۔

اہل اسلام میں سے جو طبقہ اسلامی احکامات اور سنن نبوی پر سختی سے کاربند ہے وہ حضرات صوفیاء کرام کا طبقہ ہے ان میں سے ایک بزرگ کا نام حضرت سید علی ہجویری قدس سرہ ہے ان کی وفات کو ۹۳۶ برس ہو گئے ہیں انہوں نے اللہ کا نام بلند کیا، توحید الٰہی کے پھیلانے کے لئے جدو جہد کی اپنی زندگی کے شب و روز اسلام کی ترویج و اشاعت میں کھپا دئے۔ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن کروڑوں انسانوں کے دل میں ان کی یاد ہے اور لوگ محبت و احترام اور عقیدت سے انہیں یاد کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کے مزار پر ایسے کام بھی ہوتے ہیں جنہیں شرعاً کسی طرح صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ حضور علیہ السلام نے آخری وقت میں جو نصیحتیں فرمائیں ان میں فرمایا کہ "یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت اس لئے ہوئی کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا — فرمایا خبردار! میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا — اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا

کسی کے لئے سجدہ کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو خاوند کے لئے حکم دیتا۔

گرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الاّ اللّٰہ ! !
(اقبالؔ)

دودھ کی نیاز چڑھانے والے کو کوئی نہیں کہتا کہ یہاں سال بھر دودھ میں پانی ملا کر گاہکوں سے فریب کرتے ہو تو ایک دن کی یہ نیاز تمہارے اس گناہ کا کفارہ نہیں بنے گی۔

عزیزانِ محترم ! اولیاء کرام کی زندگی اور ان کے مشن کا مطالعہ کریں، ان کی تعلیمات پڑھیں۔ وہ کیا کہتے تھے اور سیّد علی ہجویریؒ کو خاص طور پر دیکھیں کہ کتنی دور سے آئے اور کیوں ؟ آدمی اتنے بڑے ہیں کہ ان کے قریباً ایک صدی بعد ہمارے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ دنیا سے رخصت ہوئے۔ ہمارے حضرت لاہوری قدس سرہٗ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتے کہ ان کا احسان والدین سے زیادہ ہے انہوں نے ہمیں فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچایا۔

حضرات اولیاء کرام اصل محسن ہیں ان کے ذریعہ یہاں اسلام پھیلا۔ مجاہدین اسلام کی بھی خدمات مسلّم ہیں۔ ان میں محمد بن قاسم، سلطان محمود غزنویؒ سلطان شہاب الدین غوری، پھر خاندان تغلق، خلجی، غلاماں، مغل، سوری سب کی خدمات ہیں کم زیادہ اللہ تعالٰے ان کی خدمات قبول فرمائے اور ان کی خطاؤں سے درگذر فرمائے۔ لیکن ان سے زیادہ احسان ان اہل اللہ کا ہے جنہوں نے اخلاقی قوت سے کام لیا ــــ سلطان محمود غزنویؒ حضرت علی ہجویریؒ کے ہم عصر تھے انہوں نے اپنا کام کیا انہوں نے اپنا ــــ ہمارے حضرت مدنی قدس سرہٗ انہی حضرات کے کردار کو سامنے رکھ کر فرماتے کہ انگریز اسلام کے تلوار سے پھیلنے کا پروپیگنڈا کرتا ہے ان حضرات کے پاس کون سی تلوار تھی ــــ بس یہی اخلاق کی تلوار تھی جو ان حضرات کو اپنے آقا و مولا اور انسانیت کے سرتاج و سرخیل حضور قائد اعظم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے ورثہ میں ملی۔ آپ کو ہر جگہ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ لیکن آپ نے کبھی بددعا نہیں کی۔ دعاؤں سے نوازا ــــ ان لوگوں نے جو انقلاب بپا کئے وہ ایک مثال ہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اسی لئے فرماتے کہ ایک انقلابی مسلمان ایک ہزار غیر انقلابی سے بہتر ہے ــــ

یہ حضرات اپنی نیکی عفت و پاکیزگی، دینی جد و جہد اور عقیدہ کی صحت و درستگی کی بنیاد پر اللہ تعالٰے کے قرب و جوار میں اعلا مرتبہ پر فائز ہوں گے اور غلط حرکات کے مرتکب خائب و خاسر ــــ اس لئے میں آپ حضرات کو دعوت اصلاح دیتا ہوں اللہ تعالٰے ہمارا حامی و ناصر ہو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین !

آیت کریمہ

۸ رجنوری سنہ ۱۹۸۱ء بعد نماز مغرب جامع مسجد شیرانوالہ میں پڑھی جائے گی۔

بقیہ : وفیات

بندہ خود مستحق تعزیت ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ رب العزت عم مکرم پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرمائے اور میرے عزیز بھائیوں ضیا، رضا، خالد، عزیزہ ہمشیرہ اور باقی سب متعلقین کا حامی و ناصر ہو۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

● حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے خادم ڈائریکٹر جنرل زکوٰۃ حکومت پاکستان جناب امتیازی صاحب کے والد بزرگوار الحاج محمد عمران صاحب بھی انتقال فرما گئے۔ بزرگان سلف کی خوبیوں کے مالک اس عظیم انسان کے لئے قارئین سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

غمزدہ : علوی

خطبہ جمعہ — ضبط و ترتیب : علوی

نبوّت کا احترام

○ جانشین شیخ التفسیر حضرة مولانا عُبَید الله انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :۔
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : ــــ
وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ .... تا وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○
(صدق اللہ العلی العظیم)

محترم حضرات ! سورۂ نساء کی آیت ۶۴-۶۵ آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ ان کا ترجمہ یہ ہے :۔

" اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے۔ اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا، تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔ سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک اپنے اختلافات میں منصف نہ مان لیں، پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور خوشی سے قبول کریں "

(ترجمہ حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد

پہلی آیت کے ابتدائی ٹکڑے میں اللہ تعالٰے نے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا، کہ اللہ کے رسول دنیا میں کیوں بھیجے جاتے ہیں ؟ اس کی واضح اور دوٹوک وجہ یہ بیان کی گئی کہ وہ مطاع ہوتے ہیں ــــ بقول حضرت لاہوریؒ قدس سرہٗ "رسولوں کے بھیجنے کی غرض یہی تھی کہ لوگ انہیں نمونہ بنا کر ان کا اتباع کریں" (ص ۱۳۹) گویا وہ گمراہ کن عقیدہ جس کا اظہار آج بھی بعض لوگ کرتے ہیں، کہ پیغمبر کی اتباع ضروری نہیں وہ تو محض "پیغام رساں" ہوتا ہے۔ اس کی اللہ تعالٰے نے ابتداء ہی میں جڑ کاٹ دی اور واضح فرما دیا کہ ان کا اتباع ضروری ہے اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ مضمون قرآن کریم میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" میں یہی بات ذکر ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا) میں بھی یہی بات ہے۔ سورۂ حشر میں رسول کی بات ماننے اور جس چیز سے وہ روکیں اس سے رُکنے کا حکم ہے۔

الغرض یہ مسئلہ بڑا واضح اور صاف ہے البتہ "باذن اللہ" کی قید ہے کہ اس کی تابعداری اللہ کے حکم سے ہو ــــ ظاہر ہے کہ "نبی" اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اس کی ہر بات من جانب اللہ ہوتی ہے۔ سورۂ نجم میں اس کی ہر بات کا مدار وحی کو قرار دیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنی خواہش سے کبھی نہیں کہتا ــــ سورۂ یونس میں کفار کا ایک مطالبہ نقل ہے۔ جس کا مقصد قرآن میں تبدیلی یا ترمیم ہے، لیکن رسول کریم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ واضح کر دیں کہ میں تو وحی کا پابند ہوں اور بس۔ گویا اللہ کے رسولؐ کا نظام زندگی اور ٹائم ٹیبل

خدا کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اور اس کا نطق اور بولنا منشاء ربانی کے تابع۔ سورۂ آل عمران میں صراحت سے فرمایا کہ اللہ کا نبی اپنی نہیں خدا کی بندگی و عبادت کا حکم دینے آیا ہے۔ اس لئے نبی کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا اور اس کو ایمان کے لئے ضروری اور واجب بتلایا۔

پس منظر

دراصل اس سے قبل کی آیات میں منافقین کا ذکر ہے جن کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ دعوے ان کا تو ایمان کا ہے لیکن اپنے مقدمات کا فیصلہ شیطان سے کرانا چاہتے ہیں (طاغوت۔ شیطان) — حالانکہ انہیں شیطان کی تابعداری سے روکا گیا ہے اور فرمایا، کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم اور رسول کریم علیہ السلام کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو منافق اعراض کرتے ہیں اور جب شامت اعمال کے سبب مصیبت آپڑتی ہے تو پھر قسموں پر قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا مقصد بھلائی اور باہمی ملاپ تھا اور بس —— اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے بھید اور بیماریوں سے آگاہ ہیں تم ان سے کوئی تعارض نہ کرو اور مؤثر طریقے سے نصیحت کرتے رہو۔

یہ ذکر فرمانے کے بعد وہ آیات ہیں جو ابتدا میں آپ نے پڑھیں۔ ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ ایک طبقہ نبوت و رسالت کے احترام سے محروم ہے۔ اور اس محرومی کے سبب اس قسم کی حرکات شنیعہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ حالانکہ انہیں سمجھنا چاہیے کہ رسول اپنی طرف سے نہیں اللہ کی بات کہتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا مینار بنا کر بھیجا ہے۔ اس سے مخلصانہ عقیدت اور اس کا احترام و ادب از بس ضروری ہے۔

نبوت کا احترام

یہ بات واضح ہے کہ دین ادب و احترام کا نام ہے۔ ہفتہ دو ہفتہ قبل ایک مجلس ذکر کے ضمن میں جو شائع ہو چکی اس مضمون پر مختصراً کلام ہوا ہے۔ جب ہر تعلق والے کا ادب دین نے سکھایا تو نبی جس کے ذریعہ دین ملا اس کا احترام جتنا ضروری ہوگا وہ معلوم ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ نبوت کے احترام کا تقاضا نبوی تعلیمات کا اتباع ہے جس کو قرآن نے آیت محولہ بالا کے ابتدائی حصہ میں ذکر کیا ہے۔ زندگی کے ہر معاملہ میں نبوی تعلیمات کو نظر انداز کر کے محض رسمی احترام کا دم بھرنا کمال درجہ کی منافقت اور بے دینی ہے جس کے وبال سے انسان محفوظ نہیں رہ سکتا۔

غلطی کا ازالہ کیونکر ہو؟

آیت کے اگلے حصے میں غلطی کے ازالہ کی ترکیب بتائی کہ خواہ مخواہ کی قسمیں کھانا اور اپنی سچائی کے لئے پاپڑ بیلنا بے سود ہے زیادہ قسم کھانے والا تو اعتماد کھو بیٹھتا ہے وہ جھوٹا متصور ہوتا ہے۔ سیدھی سادی بات یہ ہے کہ جب غلطی ہو گئی تو اب اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرو، اس کا اعتراف و اقرار کرو اور سچے دل سے توبہ کرو، ندامت کے آنسو بہاؤ اور اپنے خدائے بزرگ و برتر سے معافی مانگو۔ وہ کریم ذات تمہارے گناہ معاف کر دے گی۔ گویا جو گنہگار نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کے روبرو توبہ کرے اور پشیمان ہو کر اس سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔" (کشف الرحمٰن ج ۱ صـ۱۳۹) لیکن ترجمہ سے آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ آیت میں استغفار کے ساتھ دو زائد باتیں ذکر ہیں ایک تو خدمت نبوی میں حاضری، دوسرے سرکار دو عالم علیہ السلام کا ان کے لئے استغفار کرنا —— پہلی بات کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ نزول قرآن کا دور ہے۔ سرکار دو عالم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف فرما ہیں۔ جن لوگوں نے طاغوت کے پاس جانے کی حماقت کی ان کی اس حرکت سے اللہ کے رسول کے قلب انور کو تکلیف پہنچی تو ظاہر ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا لحاظ از بس ضروری ہے۔ عام مسلمان بلکہ انسان کے دل کو اپنی کسی حرکت سے تکلیف پہنچانا قابل گرفت ہے تو یہ تو ذاتِ رسالت کا معاملہ ہے —— اور دوسری بات کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں گے تو یہ گویا آپ کے راضی ہونے کی دلیل ہوگی۔ علماء کے بقول آپ کی استغفار بندہ کی کامل توبہ کی قید ہے اور اس میں توفیق توبہ کی زیادتی ہے اور یہ توبہ کا گویا سبب ہے —— مولانا احمد سعیدؒ فرماتے ہیں "کسی بزرگ سے استغفار کی درخواست کرنا اور اپنی توبہ کے ساتھ اس کو بھی اپنے لئے استغفار میں شریک کر لینا اس کے لئے موجب برکت اور موجب قبولیت اور موجب تقویت ہے۔ اس کا انکار ممکن نہیں گو نفس توبہ کے لئے ایسا ضروری نہ ہو۔"

(کشف الرحمٰن ج ۱ صـ۱۳۹)

فیصلہ کُن بات

دوسری آیت میں فیصلہ کن بات فرمائی۔ بقول حضرت لاہوریؒ "آپ کے اتباع کی یہ صورت ہے کہ اپنے ہر اختلاف میں آپ کو حکم بنائیں اور پھر آپ کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کر دکھائیں" (صـ۱۳۹)

مولانا احمد سعیدؒ فرماتے ہیں:

"اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے والے اس وقت تک خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہو سکتے.... جب تک یہ لوگ اس امر کی پابندی نہ کریں کہ آپس کا کوئی جھگڑا ہو ..... وہ آپ سے فیصلہ کرائیں آپؐ کی شریعت اور آپؐ کے قانون کے موافق اس جھگڑے کو طے کرائیں اور جو کچھ آپ طے کر دیں۔ اس پر دل تنگ نہ ہوں (یعنی اس میں شک اور جانبداری کا شبہ نہ محسوس کریں).... ظاہراً و باطناً اطاعت و فرمانبرداری کے جذبہ سے آپؐ کے فیصلے کو قبول کریں —— شریعت و قانون کی قید اس لئے ضروری ہے کہ آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کو حکم بنانے کا مطلب یہی ہے کہ آپؐ کی شریعت اور آپؐ کے قوانین کی جانب رجوع ہو۔" (کشف الرحمٰن ج ۱ صـ۱۳۹ ضمیمہ)

گویا اللہ تعالیٰ نے ایک فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی کہ سچے مومن اور مخلص مسلمان کا کیا کام ہے! وہ ادھر ادھر دیکھنے کے بجائے اس شریعت غرا کی طرف رجوع کرتا ہے جو نبی امی علیہ السلام کے واسطہ سے نازل ہوئی..... ان آیات پر اپنے حالات کو تطبیق دیں۔ اگر معاملہ موافق ہے تو الحمد للہ برعکس ہے —— تو داورِ محشر کی سخت گیری سے ڈر کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ حسن عمل کی توفیق سے نوازے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین!

حضرت مولانا عبیداللہ انور کا

چنیوٹ کانفرنس کے نام پیغام

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کے نام جانشین شیخ التفسیر کا پیغام ۲۷ ردسمبر ۱۹۸۰ء کے بھرپور اجلاس شبینہ میں ایڈیٹر خدام الدین نے پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس کی صدارت صدر مجلس مخدوم العلماء حضرت مولانا خان محمد صاحب زید مجدہم سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی نے فرمائی۔

ایڈیٹر خدام الدین نے اپنی مختصر تقریر میں پیپن مسجد سے متعلق سرکاری اخبار "پاکستان ٹائمز" کے اداریہ کی طرف حکومت کو توجہ دلائی اور قادیانی . کے سربراہ کی یورپ میں تقریروں کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا۔

اس کے علاوہ سنسر کے سلسلہ میں انہوں نے مبینہ جانبدارانہ رویّہ پر تشویش کا اظہار کیا اور پھر حضرت مولانا کا بیان پڑھ کر سنایا۔ جو درج ذیل ہے ۔

" مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان جسے حضرت امیر شریعت رئیس الاحرار زعیم ملت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ نے اپنے عزیز رفقاء کے ساتھ مل کر قائم کیا تھا اس نے جہاں اور کارہائے نمایاں سرانجام دئے وہاں قادیانی کے پاکستانی ہیڈ کوارٹر ربوہ کے متصل تاریخی قصبہ چنیوٹ میں انہی تاریخوں میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جن تاریخوں میں قادیانی . کا سالانہ اجتماع ربوہ میں ہوتا ہے .

قائدین مجلس نے یہ اہتمام کر کے امت پر عظیم احسان کیا ہے —— الحمدللہ یہ کانفرنس بڑی باقاعدگی سے ہو رہی ہے اور اس میں ہر دور کے قابل صد احترام مشائخ، علماء اور مبلّغین کے علاوہ عمائدین ملت نے شرکت کی اور دور دراز کے مسلمانوں نے شریک ہو کر اپنی غیرت ایمانی اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم سے اپنی سچی عقیدت و محبت کا بھرپور مظاہرہ کیا —— ہمارے حضرت لاہوری قدس سرہٗ کو حضرت امیر شریعت اور دوسرے رفقاء مجلس سے جو تعلق خاطر تھا وہ سب کو معلوم ہے آپ خود متعدد مرتبہ اس کانفرنس میں شریک ہوئے اور قائدین مجلس کو مشورہ اور عملی تعاون کے لئے سرگرم عمل رہے —— بندہ کو بھی کئی بار شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اب ایک عرصہ سے اپنی بیماری کے باعث اس سعادت سے محروم ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ دل اسی طرف متوجہ رہتا ہے اور زبان مشغول دعا —— آج حضرت لاہوری، شاہ جی، قاضی صاحب، مولانا محمد علی، مولانا لال حسین، مولانا محمد حیات، مولانا بنوری اور مفتی محمود قدس اللہ اسرارہم میں سے کوئی بھی تو موجود نہیں لیکن الحمدللہ کہ حضرت مولانا خان محمد صاحب زید مجدہم جیسے بزرگ اور شیخ طریقت کی قیادت میں یہ قافلہ سخت جاں سرگرم سفر ہے اور ان مقدس روایات کو سینہ سے لگائے ہوئے ہے ۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان حضرات کی مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور پوری ملت کو اس سٹیج اور جماعت سے ہر طرح کے تعاون کی توفیق بخشے ۔ آمین !

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احقر عبیداللہ انور

"محمد شفیع عمرالدین" "میرپور خاص"

جنّت کا حصول اعمال صالحہ کا ثمرہ ہے!

گنج بے مار و گل بے خار نیست
شادیٔ بے غم دریں بازار نیست

ترجمہ:- گنج بے سانپ اور گل بے خار کب؟
شادیٔ بے غم کا یہ بازار کب؟

حاصل کلام! دنیاوی مال حاصل کرنے کے لئے تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں، خزانہ حاصل کرنے کے لئے سانپ کے ڈسنے کا خطرہ بھی قبول کرنا پڑتا ہے، گلاب کا پھول توڑو گے تو کانٹے بھی ضرور چبھیں گے، ہاتھوں کا زخمی ہونا برداشت کرنا ہوگا، دنیا میں خوشی حاصل کرنے کے لئے اول تکلیفیں پڑتی ہیں، تکلیفوں اور غموں کا بوجھ اٹھائے بغیر دنیاوی راحت و عیش کے اسباب حاصل نہیں کئے جا سکتے،

اسی حقیقت کے مدنظر حضرات اکابرین ہمیں آخرت کے لئے محنت کرنے کی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں، اس جہان کو دارالعمل کہتے ہیں اور اس جہان کو دارالجزاء جو عمل یہاں کرو گے ان کا پھل وہاں ملیگا جو یہاں بوؤ گے وہ وہاں کاٹو گے،

مغفرت وجنت کے مستحق

بندوں سے اس دارالعمل میں عمل درکار ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

" اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو، تاکہ تم رحم کئے جاؤ، اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو، اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے، جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں، اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کر بیٹھیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں، اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے؟ اپنے کئے پر اڑتے نہیں، اور وہ جانتے ہیں، یہ لوگ ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے اور وہ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی، اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے، اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے " سورۃ آل عمران (آیت ۱۳۲، تا ۱۳۶)

حاصل یہ نکلا! کہ ایمان داروں کو ان باتوں پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور جنت کا حقدار بننا چاہئے

(۱) اللہ اور رسول کا حکم مانو؛ رسول کا حکم ماننا بھی فی الحقیقت خدا کا حکم ماننا ہے کیونکہ اس نے حکم دیا ہے کہ پیغمبر کا حکم مانیں اور اس کی پوری طرح اطاعت کریں۔" جن احمقوں کو" اطاعت" اور عبادت" میں فرق نظر نہ آیا وہ اطاعت رسول کو شرک کہنے لگے چونکہ جنگ احد میں رسول کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی (جیسا کہ آگے آتا ہے) اس لئے آئندہ کے لئے ہوشیار کیا جاتا ہے کہ خدا کی رحمت اور فلاح و کامیابی کی امید اسی وقت ہو سکتی ہے، جب اللہ اور رسول کے کہنے پر چلو

(حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی)

۲، اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو"، یعنی اعمال صالحہ بجا لاؤ اور اخلاق حسنہ کو اپناؤ وہ سب اعمال بجا لاؤ جن سے جنت ملتی ہے اور سب برے اعمال کو چھوڑ دو، جو جنت سے دور کرنے والے ہیں"

۳، متقی اور پرہیزگار بنو، یعنی سب او[امر] پر عمل کرو، اور سب نواہی سے بچو، شرعی [احکام] کے مطابق زندگی بسر کرو! غیر شرعی امور سے دور رہو"

۴، متقی خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں یعنی فراخی اور تنگی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں"

۵۔ غصہ ضبط کرتے ہیں، غصہ میں ہوش و حواس نہیں کھو بیٹھتے، اسے پی جاتے ہیں اسے ظاہر تک نہیں ہونے دیتے، یعنی بڑے صابر، حلیم اور بردبار، ہیں

۶، لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، یعنی لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں، ان سے بدلہ لینے کے درپے نہیں ہوتے، ان کے ساتھ برائی کے بدلے نیکی کرتے ہیں"

۷، نیکی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے

یعنی نیکی کرکے اللہ تعالیٰ کی رضاء و دوستی کے حصول کی کوشش کرتے ہیں، وہ کام نہیں کرتے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو

۸، کوئی گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں توبخشش مانگتے ہیں، یعنی فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں، توبہ واستغفار کرکے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں گناہوں پر اڑتے نہیں ہیں، سچی توبہ کرتے ہیں، اہل حقوق کے حق ادا کرتے ہیں یا بخشوا لیتے ہیں،

۹، نیک اعمال بجا لانے والوں کا اجر ان کے لئے اچھا اجر و ثواب ہے،

اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمادے گا اور اپنی خوشنودی کا مقام جنت عطا فرماویگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور وہاں انہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا، اللہم اجعلنا منہم

نیک اعمال کا اجر

جو ایمان لائے اور نیک کام کئے البتہ ہم انہیں جنت کے بالاخانوں میں جگہ دینگے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی، عمل کرنے والوں کا کیا اچھا بدلہ ہے "جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں (العنکبوت آیت ۵۸-۵۹)

حاشیہ حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ،

ایمان دار، مصائب پر صبر کرنے والوں اور خدا پر توکل کرنے والوں کی یہ جزائے خیر ہے

جہاد میں خرچ کرنے کا اجر

۱۰ اور وہ تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو سب کچھ ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے (التوبۃ آیت ۱۲۱)

حاصل یہ نکلا کہ مجاہدین جو دین کے بلند کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے گھر سے نکلتے ہیں اور اس راہ میں جو راستہ طے کرتے ہیں، اور جو خرچ کرتے ہیں وہ سب کچھ ان کے اعمال نامہ میں درج کرلیا جاتا ہے اور ان کو ان اعمال صالحہ کی بہترین جزا ملے گی،

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان اللہ کی راہ میں اپنے گھر سے جتنا دور نکلتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ قرب خدا میں بڑھتا ہے —— تفسیر ابن کثیر"

پوشیدہ نعمتیں

پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا چھپا رکھی ہے"

السجدہ آیت نمبر ۱۷،

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر انہوں نے بے ریا عبادت کی، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں ان کی پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں جس وقت دیکھیں گے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ چیز چھپا رکھی ہے جو نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ کسی بشر کے دل سے گذری"

اطاعت پر استقامت

بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر جمے رہے، پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے، یہی بہشتی ہیں اس میں ہمیشہ رہینگے بدلے ان کاموں کے جو وہ کیا کرتے تھے، الاحقاف آیت ۱۳-۱۴

یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام پر جمے رہے، توحید پر قائم رہے، شرک نہ کیا، گناہوں سے استقامت کے ساتھ بچے رہے، اطاعت پر پختہ رہے، فرائض عبودیت بجا لاتے رہے، انہیں اعمال صالحہ کی برکت سے جنت ملیگی"

مرتے وقت بشارت

پرہیزگار جن کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں ایسے حال میں وہ پاک ہیں، فرشتے کہیں گے تم پر سلامتی ہو، بہشت میں داخل ہو جاؤ، بسبب ان کاموں کے جو تم کرتے تھے"،

(النحل آیت ۳۲)

حاشیہ شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحؒ

مذکورۃ الصدر جزائے خیر ان نیکوکاروں کی ہے، جو دنیا سے شرک و کفر کی ظلمتوں سے پاک اور نور توحید سے اپنے سینوں کو منور کرکے رخصت ہوئے تھے، ان پر فرشتے رحمت کے سلام کرینگے،

جنت میں داخل ہونیکے بعد شکر کرنا

اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے تم پر سلام ہو تم اچھے لوگ ہو، پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا

وارث کردیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں پھر کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا،

الزمر آیت ۷۳، ۷۴،

جنت کی نعمتیں

وہ تختوں پر جڑاؤ ہونگے، آمنے سامنے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے، ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ ہی رہیں گے، آمد و رفت کیا کریں گے، آبخورے و آفتابے اور ایسا جام شراب لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائیگا نہ اس سے ان کو سر درد ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا اور میوے جنہیں وہ پسند کرینگے اور پرندوں کا گوشت جو ان کو مرغوب ہوگا اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے موتی کئی تہوں میں رکھے ہوئے ہوں، بدلے اس کے جو وہ کیا کرتے تھے، وہ وہاں کوئی لغو بات اور گناہ کی بات نہیں سنیں گے مگر سلام سلام کہنا" الواقعہ آیت ۱۶، ۲۶،

حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ،

(۱) چونکہ یہ جہان، "دار العمل" ہے اور فصل بونے اور کام کا وقت ہے اس لئے عمل، فرائض بجالانے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے

از مکتوب ۵۳، دفتر اول،

۲، مخدوما! اللہ تعالیٰ نے انسان کو مہمل پیدا نہیں کیا، اور اس کو اس کی مرضی پر نہیں چھوڑا ہے کہ جو دل میں آئے کرے اور خواہش نفس کے مطابق زندگی گذارے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے "اوامر و نواہی" کا مکلف کیا ہے گوناگوں احکام کا اس کو مخاطب بنایا ہے، لہذا اس کے بغیر چارۂ کار نہیں کہ انسان انہیں احکام کے مطابق زندگی بسر کرے، اور جو خواہشات ان احکام ربانی کے خلاف ہوں ان کو چھوڑ دے اگر ایسا نہ کریگا تو مولائے حقیقی کے غضب و قہر اور عذاب و عقوبت کا مستحق ہوگا"،

وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جو تعمیل حکم مولیٰ میں کمر ہمت باندھے ہوئے ہیں اور پوری توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں، دنیا زراعت کی جگہ ہے زراعت کے وقت عیش و آرام میں مشغول ہونا اور فانی لذتوں میں مبتلا ہونا اپنے آپ کو سرمدی آرام سے محروم رکھنا ہے

(از مکتوب ۱۱ - دفتر دوم)

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمل کرنے کے علم کی جستجو کرو کیونکہ بہت سے آدمی غلطی میں پڑ گئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علم پہاڑوں کے برابر ہیں اور ان کا عمل چیونٹی کے برابر ہے"

حضرت ذو النون مصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب ہم عمل میں کچے رہے اور صرف طرز کلام کو ہم نے پکا کرلیا تو پھر فلاح کس طرح پا سکتے ہیں"، (طبقات الکبریٰ)

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کا بھلا چاہتے ہیں تو اس پر عمل کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور جدل کا دروازہ بند کردیتے ہیں"، اور جب کسی بندے کا برا چاہتے ہیں تو اس پر عمل کا دروازہ بند کردیتے ہیں اور جدل کا دروازہ کھول دیتے ہیں"، طبقات الکبریٰ،

حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان حضرات صحابہ کرامؓ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی ہے جن کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ صرف دس آیتوں کا مفہوم سمجھتے تھے اور جب تک ان پر عمل نہ کرتے آگے نہ بڑھتے، قرآن مجید کے فہم کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرتے جاتے

(طبقات ابن سعد حصہ ششم)

اسلامی معاشرہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّھْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِہٖ ثَلٰثٌ فَلْیَلْقَہٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَکَا فِی الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْھِجْرَۃِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مومن کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ اگر تیسرا دن ہو ہی جائے تو اس سے ملے تو کہے السلام علیکم۔ اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شامل ہوں گے اور جواب نہ دیا تو گناہ اسی کے سر پڑے گا اور یہ سلام کرنے والا قطع تعلق

بچوں کا صفحہ

حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب آپ کا نام حارثؓ، کنیت ابو سعید ہے قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے متعلق ہیں آپ کے والد کا نام صمہ رضی اللہ عنہ ہے۔

قبولیتِ اسلام ہجرت سے قبل دولتِ اسلام سے مستفیض ہوئے۔

شجاعت صہیب رومی جو اللہ کی راہ میں سخت مصائب برداشت کر چکے تھے؛ ان سے اخوت قائم ہوئی۔ معرکۂ بدر میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روحاء نام ایک مقام پر پہنچے تو وہاں چوٹ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ واپس کر دیا۔ اور اجر و غنیمت میں شامل تصور فرمایا۔

غزوۂ احد میں جب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین منتشر ہو گئے تو حضرت حارث نے مرنے پر کمر باندھ کر نہایت استقلال سے شجاعت کا ثبوت دیا۔ اور عثمان بن عبد اللہ بن مغیرہ کو موت کے گھاٹ اتارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تمام سامان ان کے حوالے کر دیا۔ ان کے سوا اور کسی مسلمان کو کسی کافر کا سامان نہیں دیا۔ اس معرکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:

"تم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو دیکھا ہے"؟

عرض کیا۔ "پہاڑ کی طرف مشرکین کے نرغے میں تھے میں نے جانا چاہا لیکن آپؐ پر نظر پڑی تو اس طرف پھر پڑا"۔

ارشاد ہوا، "ان کو فرشتے بچا رہے ہیں"۔

حارث، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دیکھا تو ان کے سامنے سات آدمی خون میں لت پت پڑے ہیں۔ پوچھا۔ "یہ سب آپ نے قتل کیے ہیں؟"

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ارطاۃ اور فلاں، فلاں کو میں نے قتل کیا ہے، باقی دوسرے لوگوں قاتل مجھے نظر نہیں آئے"۔

حارث رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بالکل صحیح فرمایا تھا کہ "آپ کی فرشتے حفاظت کر رہے ہیں"۔

شعر و سخن آپ کو بچپن سے ہی تیر اندازی شعر و سخن سے دلچسپی تھی۔ ذیل اشعار ان کے طبع زاد ہیں۔

یا رب ان الحارث صمما

اقبل فی مھا بہا صمما

یسوق بالنبی ھادی الامتہ

"اے پروردگار! حارث کی مجاہدانہ خدمات کو قبو[ل فرما]
اے ہادیٔ امت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی سے مشرف

شہادت بیر معونہ کے معرکہ میں عمرو بن ا[...] کے ساتھ درخت کے نیچے بیٹھے [...] چیلیں اور دوسرے پرند نظر آئے۔ عمروؓ کو ساتھ لیکر [...] سمت چل پڑے، دیکھا تو مسلمانوں کی لاشیں خاک و خو[ن میں] تڑپ رہی ہیں۔ عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"کیا ارادہ ہے؟"

انہوں نے جواب دیا۔ "یہ تو ظاہر ہے کہ آپ[...] اللہ علیہ وسلم) حق پر ہیں"۔

کہا۔ "تو پھر کیا دیکھتے ہو جہاں منذر [...] عنہ شہید ہوں، میں وہاں سے کس طرح ہٹ سکتا [...] عمرو رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر کفار کی طرف [...] کافروں نے سامنے سے تیروں کی بوچھاڑ کی جو بدن میں [...] ہو گئے۔ عمروؓ زخمی ہونے کی وجہ سے اسیر ہو گئے [...] کی روح عالمِ آخرت کو سدھار گئی۔

نشر بہ ریڈیو پاکستان
لاہور
۲۵ر دسمبر ۱۹۸۰ء
۵ بجے شام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم؛ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہٖ وسلم لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرْضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہٖ وسلم سے سب سے زیادہ روایات نقل کرنے والے بزرگ صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت حدیث کی قدیم ترین کتاب صحیفہ ہمام بن منبہ کے علاوہ حدیث کی مشہور ترین کتاب بخاری مسلم اور پھر مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ صف اوّل کے تابعین میں ہیں۔ ۴۰ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے براہ راست شاگرد ہیں۔ اور اس صحیفہ میں انہی کی روایات جمع ہیں۔ جنہیں مشہور پاکستانی سکالر ڈاکٹر حمید اللہ نے دمشق کے علمی مرکز سے حاصل کر کے مرتب کر کے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔

احادیث اسلام کے ابتدائی دور میں جس اہتمام سے جمع کی گئیں ان کی واقعاتی شہادتوں میں یہ صحیفہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم علیہ السلام نے ایک حقیقت کبریٰ کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ غنا اور تونگری کا دار و مدار کثرتِ ساز و سامان پر نہیں بلکہ اس کا تعلق دل سے ہے۔ اور حقیقی غنی وہی ہے جس کا دل غنی ہے۔

بقول امام راغب رحمہ اللہ تعالیٰ غنا کے تین معنی ہیں۔ پہلا بالکل محتاج اور ضرورت مند نہ ہونا، بے نیاز ہونا۔ ایسا غنی اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا کوئی نہیں۔ دوسرا کم ضرورت مند ہونا، قانع ہونا۔ یہ ہر قانع کی صفت ہے جسے اللہ تعالےٰ قناعت نصیب فرمائے۔ قرآن حکیم کی آیت ووجدک عائلاً فاغنیٰ میں غنا سے یہی مراد ہے کہ اے پیغمبرؐ! ہم نے آپؐ کو مفلس پایا تو قانع بنا دیا۔ تیسرا معنی مالدار ہونا ہے۔ قرآن کریم میں واللہ الغنی جو ارشاد فرمایا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ذات باری نے خود اپنے ہی متعلق ارشاد فرمایا اور اس سے خالق کائنات کے عدم احتیاج اور بے نیازی کا اظہار مقصود ہے لیکن جہاں تک بندوں کا تعلق ہے انہیں تخلّقوا باخلاق اللہ کا سبق پڑھایا گیا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے پیدا کرنے والے کی صفات اپنے اندر پیدا کرے۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی عطایا اور اس کی نعمتوں پر راضی اور قانع ہو جاتا ہے اور اس بے نیاز ذات سے ایسا تعلق جوڑ لیتا ہے کہ اپنے حال میں مست رہتا ہے اسے غنی کہنا اس لئے صحیح ہوگا کہ اس نے ایک خوبی اور کمال اپنے اندر پیدا کر لیا ہے۔ لیکن جہاں تک عوام کا تعلق ہے ان کے نزدیک تو غنی وہی کہلاتا ہے جو مالدار ہو۔ تاہم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں بھی

مسئلہ واضح فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جو دنیا کی ظاہری آسائشوں اور ڈھیروں مال و منال کا مالک ہے ضروری نہیں کہ وہ غنی بھی ہو۔ کیونکہ غنا کثرۃ غرض یعنی سامان و اسباب کا نام نہیں یہ تو اور ہی بات ہے جو واہب حقیقی اپنے صداقت شعار اور مخلص بندوں کو نصیب فرما دیتے ہیں اس لئے عین ممکن ہے کہ ایک آدمی نظر بظاہر مفلس و قلاش ہو اس غریب کے گھر میں نان جویں بھی نہ ہو لیکن حریم کبریا میں اسے وہ مقام حاصل ہو کہ وہ وہاں "غنی" کے نام و لقب سے متعارف و مشہور ہو۔

آج کا معاشرہ جس اخلاقی بحران اور بگاڑ و فساد کا شکار ہے اس سے ہر سلیم الفطرت اور باشعور انسان واقف ہے۔ ہر وہ اصطلاح جو اپنے دامن میں معانی و معارف کا اتھاہ سمندر رکھتی ہے اس کے من مانے معانی سمجھ لئے گئے ہیں اور یوں حقیقت خرافات میں کھو کر رہ گئی ہے۔

آج کے مادیت زدہ ماحول میں جب صدر اول کے مثالی اور معیاری مسلمانوں کے واقعات محض کہانی اور افسانہ معلوم ہوتے ہیں کون کسی کو سمجھائے کہ فقر بوذری کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے اس صحابی اور اس کے رفقاء کو دل کا اطمینان اور سکون کس طرح حاصل تھا۔

اسلام نے متاع دنیا کو حدود کے اندر رہ کر حرام و ناجائز قرار نہیں دیا۔ لیکن ان کی طلب و خواہش میں کھو جانے والوں اور انہی کے لئے اپنی حیات مستعار کے قیمتی لمحات خرچ کرنے والوں کو اللہ کے رسول علیہ السلام نے کتے جیسے نجس جانور سے تشبیہ دی۔ اور فرمایا۔ الدنیا جیفۃ و طالبوھا کلاب۔ اور خدائے بزرگ و برتر نے ہوس کی ماری مخلوق کو فرمایا کہ تمہارے اس ذوق کی تسکین اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک تم قبروں میں نہیں جا پڑو گے۔ تمہیں تو مال و دولت کی ہوس نے مقصد زندگی سے غافل کر دیا ہے۔ اور وہ طبقات اور افراد جو دنیا کے ٹھیکروں کو گننے میں اپنی قیمتی گھڑیاں صرف کر دیتے ہیں۔ انہیں تنبیہ فرمائی کہ تم تو ہلاکت کا اسباب فراہم کر رہے ہو۔ اور آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے تمہارے دلوں کا احاطہ کر لیں گے۔ اس کے برعکس جسے دولتِ قناعت نصیب ہو جاتی ہے اصل مردِ خدا وہ ہے ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ کے نبی ؐ نے دلوں کے اطمینان کا مژدہ ارشاد فرمایا۔ اور الفقر فخری کا جو ارشاد ہے وہ بھی اسی حقیقت کا غماز ہے کہ بندے کی اصل ضرورت یہ ہے کہ اسے وہ متاع نصیب ہو جائے جسے سکون و طمانیت کی متاع کہا جاتا ہے۔ جب یہ متاع ملتی ہے تو پھر آدمی "بے پناہ" ہو کر رہ جاتا ہے اور بے پناہ وہ ہوتا ہے جو کائنات پر بھاری ہو جو بازار و منڈی کی جنس کاسد کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا جو گدڑی اور جھونپڑی میں وہ نعمتیں محسوس کرتا ہے جو شاہوں کے محلات میں ناپید ہوتی ہیں —— سچ یہ ہے کہ انسانیت کے معلم اعظم اور فخر رسل ؐ نے مادیت کے ناسور کا ایسا اپریشن کیا ہے کہ اگر چشم بینا نصیب ہو تو آدمی جن جھمیلوں میں پھنس کر حلال و حرام اور دیانت و بددیانتی کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ ان کو یکسر چھوڑ دے اور یہ سمجھ لے کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ اسباب دنیا مجھے کچھ نہیں دے سکیں گے۔ بلکہ وہ میری ہوس، میرے جذبہ طلب منفعت کو اور بھڑکائیں گے۔ پھر میں چور بنوں گا، ڈاکو بنوں گا، سمگلنگ، چوربازاری اور ناجائز منافع خوری جیسے معاشرتی جرائم میرا اوڑھنا بچھونا ہوں گے۔ اور بالآخر میں دنیا کی نظروں میں حقیر اور آخرت کے اعتبار سے ناکام و نامراد مسافر بن کر رہ جاؤں گا۔

اے کاش!

ان مختصر الفاظ کی جامعیت ہماری سمجھ میں آ جاتے اور ہم محسوس کر سکیں کہ اصل چیز دل کا اطمینان ہے۔ اور بس۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

آزاد کشمیر کی مبارک تحریک

تحریر: ابوالکلام وسیم گونڈوی دار العلوم دیوبند

حضرت علامہ انور شاہ صاحب ؒ کی شخصیت کوئی محتاجِ تعارف نہیں۔ حضرت سراپا علم و حکمت تھے تفسیر و حدیث میں یکتائے زمانہ حضرت کی تبحر علمی و جامعیت فنون کے نہ صرف اہل ہند معترف تھے بلکہ مصر و شام اور بیروت و حرمین شریفین میں بھی حضرت شاہ صاحب کا قوت حافظہ محتاجِ بیان نہیں۔ وہ زبان زد خلائق ہے کہ اگر ایک کتاب کے پانچ پانچ دس دس حواشی ہوتے تو سب آپ کو یاد ہوتے علوم شرعیہ اور عقلیہ میں سے کوئی بھی ایسا علم نہیں جس میں آپ کو مہارت تامہ حاصل نہ ہو۔ اور شاید یہ کہنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ علماء میں بھی ہر حیثیت سے ایسی جامع علوم عقلیہ اور نقلیہ ہستیاں شاذ و نادر ہی ملتی ہیں۔ حضرۃ العلامہ کی یہ حیثیت اور یہ مرتبہ صرف اسلامی علوم و فنون ہی میں نہیں بلکہ فلسفہ قدیم کی ہر شاخ سے وہ ماہرانہ واقفیت رکھتے تھے۔ ڈاکٹر اقبال سے کون ناواقف ہے ایک نامور فلسفی ہونے کے علاوہ فلسفہ کے دقیق النظر شاعر بھی تھے۔ مگر اس کے باوجود فلسفہ کی دقیق بحث زمان و مکاں کے بارے میں سرگرداں و پریشاں تھے اور حضرۃ شاہ صاحب ؒ سے رجوع کر کے اسے حل کیا کرتے اسی طرح شاہ صاحب کا وہ منظوم رسالہ جو ضخامت میں تو مختصر لیکن پورے موضوع کا عطر اس میں لا کر جمع کر دیا ہے۔ جب وہ منظر عام پر آیا تو شاہ صاحب نے ہدیۃً روانہ کیا۔ جب انہوں نے اس کا مطالعہ کیا تو فرمایا کہ مولانا انور شاہ صاحب کا رسالہ پڑھ کر دنگ رہ گیا ہوں کہ رات دن قال اللہ و قال الرسول سے وابستہ رہنے کے باوجود فلسفہ میں بھی ان کو اس درجہ بصیرت اور اس کے مسائل پر اس قدر گہری نگاہ کہ حدوث عالم پر انہوں نے جو کچھ لکھا ہے حق یہ ہے کہ آج یورپ کا بڑے سے بڑا فلسفی بھی اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ ڈاکٹر اقبال جو فلسفہ یونانی اور اسلامی بھی اور عہدِ حاضر کے فلسفۂ مغرب پر بھی کافی نظر رکھتے تھے وہ بھی اس رسالہ کے چار شعر سے بہرہ اندوز نہ ہو سکے۔ اور حضرت علامہ سے رجوع کر کے مطلب کو حل کیا۔ شاہ صاحب ؒ کی شخصیت پر بہت سے ارباب قلم لکھ چکے ہیں اور بہت سے آنے والے لکھتے رہیں گے۔

مگر اس کے باوجود اس بات پر قلق و افسوس اور رنج و غم تھا کہ اس جامع شخصیت پر مجتمع ہو کر کہیں کام نہیں کیا گیا اور حضرت علامہ کی تصانیف اور ان کے علوم سے سارے عالم کو روشناس نہیں کرایا گیا۔ لیکن جب یہ بات گوش گزار ہوئی کہ حکومت آزاد کشمیر نے اس کا ارادہ کیا تھا مگر بہت دنوں تک پائے تکمیل کو نہ پہنچ سکی تھی مگر ابھی حال ہی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ حکومت آزاد کشمیر نے عملی جامہ پہنانے کا عزم مصمم کر لیا ہے اور کام بھی شروع ہو گیا ہے تو دل فرحت و مسرت سے اچھلنے لگا۔ ہم تمام لوگ حکومت آزاد کشمیر کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں اس میں صرف محدث کشمیری ؒ ہی کے علوم و فنون کی ترویج و اشاعت نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کھانے کے آداب

یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المؤمنون ۵۱) اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ "پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو" —— جب باری تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو ان چیزوں کا پابند بنایا تو امت بطریق اُولیٰ ان احکامات کی پابند ہو گی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت کو اشیائے خورونوش میں حلال وحرام کے احکام اور کھانے پینے کے آداب سکھا کر بظاہر ایک مادّی عمل کو رُوحانی ونورانی اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ بنا دیا۔ خاتم المعصومین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل آداب کی امت کو تعلیم دی:

—— کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں لیکن پونچھنے نہ چاہئیں جبکہ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھو کر پونچھ لینے چاہئیں۔

—— کھانا شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی ابتدا میں بھول جائے تو اسے جونہی یاد آجائے وہ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ پڑھ لے۔

—— کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھایا جائے نیز گرم گرم کھانے سے احتراز کیا جائے۔

—— گرا ہوا لقمہ اُٹھا کر صاف کر کے کھا لیا جائے اور برتن میں سالن نہ چھوڑا جائے نیز انگلیاں چاٹ لی جائیں۔

—— کسی چیز میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے کر نکال دیا جائے اور اس چیز کو استعمال کر لیا جائے۔

—— بغیر ٹیک لگائے، جوتا اُتار کر، اجتماعی طور پر کھانا کھانے میں زیادہ برکت ہے۔

—— آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑھا جائے۔

خاتم المعصومین علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ان ارشادات پر مسلمان کہلانے والوں کا کتنا عمل ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ آج اچھے بھلے دیندار کہلانے والے اپنے یہاں تقریبات وغیرہ میں کھڑے ہو کر بلکہ چل پھر کر کھانا کھانے اور کھلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں حالانکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعلیم ہے اسی کو اپنانے میں ہماری دنیا و آخرت کا بھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے آمین

قسط (۲)

ڈاکٹر نادر رضا صدیقی

اسلام کے خلاف عیسائیوں کے منصوبے

مشنریوں کی تربیت کے اسکولوں میں جو نصاب ہوتا ہے اس میں پہلے سال ہی مسلمانوں کے فرقوں اور اختلافات کا تفصیل سے مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ اس ایک سالہ نصاب میں تقریباً اسلامی تاریخ مکمل پڑھائی جاتی پڑتی ہے۔ اس طرح مسیحی کارکن بالکل آغاز ہی سے مسلمانوں کے اختلافات کو منفی نقطہ نظر سے دیکھنے کا عادی بن جاتا ہے۔

اس کتاب کے صفحہ ۵۵ پر یہ ہدایت بھی ہے:

"مسلمانوں سے دوستانہ مراسم قائم کیے جائیں یہ کام نہایت عظیم ہوگا کہ مشنری مسلمانوں کے گھروں میں جایا کریں اور اُن سے "ملنسارانہ میل جول" قائم کریں۔ اس مقصد کے ساتھ کہ ان سے عیسائیت پر گفتگو کریں اور یہ کام خاتون مشنری کو انجام دینا چاہیے"۔

اس میل جول کی گہرائی کا اندازہ سطحی طور پر پڑھ کر نہیں کیا جا سکتا۔ ملنسارانہ میل جول" یا سوشل ریلشنز کا مطلب بہت گہرا ہو سکتا ہے۔ خصوصیت سے خاتون مشنری کے ساتھ۔ جیسا کہ میں نے کہیں لکھا ہے کہ صوبہ سرحد کا ۱۹۲۸ء میں پہلا مسلمان پٹھان جو عیسائی ہوا تھا وہ ایک مشنری خاتون نرس کے اثرات کی وجہ سے ہوا تھا اسی سے ملنسارانہ میل جول کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

پھر مشنریوں کو تین نہایت اہم نصیحتیں کی گئیں جیسا کہ صفحہ ۵۹ پر ہے کہ مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کے لیے ان کو گرہ میں باندھ لیا جائے۔

(۱) نہایت فراست و ذہانت کے ساتھ تبلیغی تیاری کی ضرورت۔

(۲) ذاتی زندگی میں روحانیت کی ضرورت۔

(۳) ان کو یسوع مسیح کے لیے حاصل کرنے کے لیے مسلسل محنت و جدوجہد کی ضرورت اس مقابلہ پر بحث و مباحثہ ہوا جس کے اہم نکات مختصراً حسب ذیل ہے

پادری جارج سوں نے پوچھا تھا کہ غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں کے طبقہ سے عیسائی ہونے والوں کی شرح فیصد کیا ہے اور کیا عام لوگوں کے لیے بائیبل تیار کی گئی۔؟

ڈاکٹر وہائٹ برشت (جو لاہور کا اعلیٰ عہدہ پر فائز پادری تھا) نے کہا ہم شمالی ہندوستان کے دیہاتیوں کے لیے اُن کی زبان میں بائیبل دے رہے ہیں۔ جیسا کہ بنگال میں کیا گیا۔

پادری جارڈن نے جو تہران (ایران) کا ذمہ دار پادری تھا۔ ایک نکتہ کو بیان کیا کہ "ہمارے مشنریوں کو "مشرقی ذہن" کو سمجھنے کی نفسیات سے واقف ہونا چاہیئے جس کی وجہ سے مشرقی ذہن ہماری بات سمجھ سکے۔

ڈاکٹر وہائٹ برشٹ نے اظہار کیا کہ میں نے جن لوگوں کو عیسائی بنا کر بتسمہ دیا ان میں سے تقریباً نصف غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس پر گولڈ سیک نے جو بنگال کا پادری تھا کہا کہ "عیسائی ہونے والوں کی اکثریت غیر تعلیم یافتہ (جاہل) مسلمانوں کی ہے۔

برعظیم پاک و ہند میں میکالے نے نظام تعلیم مرتب کیا تھا وہ اپنے قائم کردہ نظام تعلیم پر اتنا پر اعتماد تھا کہ تیس برس کی قلیل مدت میں اس نے حتمی اثرات کا اظہار اپنی ماں کے نام ایک خط میں کیا تھا۔ یہ ۱۸۳۶ء کی بات ہے چنانچہ اس تعلیمی پالیسی کے مطلوبہ نتائج انہیں حاصل ہوئے اور اس کی صدائے بازگشت مصر کی اس مشنری کانفرنس میں بڑی شد و مد سے سنائی دی۔ مصر میں برطانیہ کے ۱۸۸۲ء میں تسلط کے بعد پادری فلپ نے نظام تعلیم رائج کیا تھا اور اس کے اثرات کا اس کانفرنس میں جائزہ لیا گیا۔

صفحہ ۶۱ پر بیان کیا گیا ہے:

اس قسم کے نوجوانوں کی بڑی تعداد مشکک SCEPTICAL اور

دہریہ (نیچرلسٹ NATURATISTIES) ہے جو بجائے "عرب کے پیغمبر" کے اسپنسر کی تقلید کر رہی ہے تمام تومیتوں میں ان کی تعداد (فی الحال) تقریباً ۲ تا ۳ ہزار ہے جو کم نہیں ہے۔

مصر کی نوجوان نسل کے روز افزوں ان خیالات کے باوجود ان پر عدم اطمینان ظاہر کیا گیا اور زور دے کر کہا گیا کہ "اسلامی عقائد میں از راہ خیال (برل ازم) اس حد تک ابھی نہیں ابھری جس طرح ہندوستان میں" سر سید احمد خان کی اصلاحی تحریک کی طرف تھا۔

گویا ان مشنریوں کی چند سالہ جدوجہد کے نتیجہ میں ایسا مکتبِ فکر نہ صرف مصر بلکہ ہندوستان میں بھی پیدا ہو گیا تھا جو اسلامی عقائد و افکار میں بجائے پیغمبر اسلام کے عیسائی فلسفیوں کی تقلید کو ترجیح دینے لگا تھا اور خود اپنے مذہب، مذہب اسلام کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگا تھا۔ اور اپنے معاملات زندگی میں مغربی فکر و تہذیب کو پورے خلوص سے داخل کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

گریڈ نے جو خود مصری علاقہ کا پادری تھا اپنی خوشی کو چھپا نہ سکا۔ اور بے پناہ جذبہ مسرت سے اس نے اظہار کیا۔ کہ:-

"اس کے باوجود کہ براہ راست تبدیلیٔ مذہب کا کام سست ہے لیکن یہ کتنی عظیم بات ہے کہ "ان کی" اخلاقی، سماجی اور قومی زندگی میں "عیسائی افکار" سرایت کر رہے ہیں شادی بیاہ، کثرت ازدواج، عورتوں کی تعلیم، مذہب کی آزادی اور رواداری، قومی اتحاد، باہمی اکرام و عزت کے مواقع و مسائل پر ہم مسلمانوں کی زبانوں سے عیسائی خیالات کو سنتے ہیں اس طرح مسیح کی تعلیمات سے اُن کے گہرائے متاثر ہونے کے مواقع حاصل ہو گئے یہ یقیناً بہت بڑا فائدہ ہے جس سے سخت زمین میں شگاف اور دراڑیں پڑ رہی ہیں۔ اب مسلمانوں کو مدافعت کرنی پڑ رہی ہے جبکہ قبل ازیں وہ مدافعت کو غیر ضروری خیال کرتا تھا۔"

مسلمانوں کے لیے خاص طور پر لٹریچر تیار کرنے کا فیصلہ بھی اس کانفرنس میں کیا گیا اور مختلف علاقوں کے پادریوں کے تجربوں کی روشنی میں ان میں ایسی تبدیلیوں کی ہدایات کی گئیں جن سے مسلمان نہ صرف یہ کہ دھوکے و مغالطہ میں پڑ جائیں بلکہ اس لٹریچر کے مطالعہ کے بعد ان کے عقائدُ افکار میں تزلزل واقع ہو جائے۔ اور وہ پر فریب جالوں میں پھنس جائیں۔ مثال کے طور پر چند اصولی ہدایات ص۹۲ سے نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ ایسی پرکشش کتابیں اور پریکٹس لکھی جائیں جو انسانی "قلب" کو کشش کریں جن میں "گناہ" اور "نجات" کی اہمیت ہو۔

۲۔ اسلام سے اچھی چیزیں لی جائیں اور بتایا جائے کہ ان کی تکمیل کس طرح انجیل میں ہوئی۔

۳۔ قرآن کے جو اچھے حوالے ہیں لے کر ثابت کیا جائے کہ یہ انجیل کے ذریعے سے پوری ہوتی ہیں۔

۴۔ عیسائی "دین" اور "ایمان" کا خلاصہ تیار کیا جائے۔

۵۔ گناہ کی حقیقت اور کفارہ کی ضرورت

۶۔ ہمیں "نجات" کی "اب" ضرورت ہے صرف انجیل ہی یہ مہیا کرتی ہے۔ انجیل کے ذریعہ ہی گناہ کو فتح کیا جا سکتا ہے اس کے ذریعہ ہی سے ذہنی سکون، خدا کی رضامندی حاصل کی جا سکتی ہے اور وہی "وسیلہ" ہے۔

۷۔ صحیح مذہب کی بنیاد "عبدیت" ہو سکتی ہے یا "فرزندیت"؟

۸۔ انسان "معاشرتی ہستی" (سوشل بیئنگ) ہے تو کیا اس کا خالق سوشل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ایک سوشل خدا تین خداؤں میں ظاہر ہوا۔

۹۔ ایک "زندہ بچانے والا" نہ کہ ایک "مردہ پیغمبر"

۱۰۔ گناہ اور اس کا علاج۔

۱۱۔ توبہ اور ایمان۔

۱۲۔ فاتحہ اور لارڈز پریئر کا تقابل وغیرہ وغیرہ

اس پر لاہور کے پادری وہائٹ برشٹ نے ان الفاظ میں ص۹۶ پر ریمارکس دیا۔

مسلمانوں کے لیے لٹریچر کی تیاری و تقسیم سب سے بڑا طاقت ور کام ہے ان کے لیے مختلف قسم کا لٹریچر تیار کیا جائے۔ مثلاً

(ا) اختلافی:- اس کو بہت احتیاط سے تیار کیا جائے گا۔

الف: عیسائیوں کے پرانے لٹریچر کو از سر نو ترتیب دے کر جدید زندگی کی ضروریات کے مطابق بنانا چاہیئے۔ بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان ہیں جو آکسفورڈ اور برلن کے اثرات و تصورات کو پھیلائیں گے ہمیں اپنے مخالفین سے ان کی اپنی سرزمین پر ملنا چاہیئے۔

ب: اس کے علاوہ ہمیں اختلافات کے ان فوائد کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے جو غیر عیسائیوں کے مذاہب کے علم سے بڑھتے ہیں۔ تقابل ادیان کے مطالعہ سے ہمیں دوسرے مذاہب کو مختلف طریقوں سے دیکھنے کا موقعہ ملے گا۔

ص۹۹ اس طرح ہم ان کو بتلا سکیں گے کہ وہ "جاہلانہ عبادت" کرتے ہیں۔

ج: صرف اسی نکتہ پر بحث کریں جو صاف ہو اور ہمارے خلاف نہ جاتا ہو۔

(۲) لٹریچر کے ذریعے ہم عیسائی عقاید اس طرح پیش کریں کہ اس پر مسلمان کو اپنی بھرپور توجہ دینی پڑے۔ وغیرہ

ان مباحث میں بار بار مسیحی کتب خانہ لاہور ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کی خدمات کو سراہا گیا اور تعریف کی گئی۔

اسپتال تبلیغی مراکز ہیں

بات ادھوری رہے گی اگر طبی مشن کا مختصر ذکر نہ کیا جائے۔ عام طور پر سادہ لوحی یا لاعلمی سے سمجھا جاتا ہے کہ گوروں کے اسپتال اور ڈسپنسریاں صرف "خدمتِ انسانیت" کے جذبہ پر قائم ہوتی ہیں اور وہاں کام کرنے والا ہر فرد اس جذبہ سے سرشار ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہ خدمتِ خلق کے ادارے نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ مریضوں کے ایمان و اقدار کو اُچک لینے والے مراکز ہیں۔

چنانچہ کتاب مذکور کے ص۱۲۱ پر تحریر ہے:

"جاہل (لاعلم) اور کٹر مسلمانوں تک پہنچنے کا کوئی بہترین اور طاقت ور ذریعہ سوائے طبی مشن کے اور کوئی نہیں ہے۔"

ص۱۲۵ پر ہے کہ "عیسائی اسپتال میں تبلیغ عیسائیت بہتر طور پر براہ راست ہو سکتی ہے اسپتال میں داخل شدہ مریض ہمارا مستقل سننے والا ہوتا ہے جس کو ہم "مناسب ہدایات" دے سکتے ہیں"

یہ ذمہ داری طبی مشنری پر عاید ہوتی ہے کہ وہ ہمارے اسپتال کے لیے مسلمانوں کی کثیر آبادی کے علاقوں میں مریضوں کو کھینچے" اس طرح ہم لوگوں سے بہت قریبی رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

ان دو تین اقتباسات سے پتہ چلتا ہے کہ طبی مشنریوں کے قیام کا اصلی مقصد کیا ہے اور جو مسلمان جسمانی طور پر مریض ہو کر ان اسپتالوں میں جاتے ہیں۔ ان کی ایک تعداد یقیناً روحانی مریض بن کر نکلتی ہے۔ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے ہیں بلکہ اسی کتاب میں ایسے کئی واقعات بیان کئے گئے ہیں جن میں سے ایک دو یہ ہیں کہ "ایک لڑکی کو اس کے پاؤں کی بیماری کے علاج کے دوران مسیح کی صحت دلانے کی طاقت کے واقعات سنائے گئے تھے وہ اس کے ذہن میں بیٹھ گئے۔ جب صحت یاب ہو کر گئی تو ایک عیسائی سکول میں داخلہ لیا۔ اسی دوران وہ بڑی ہو گئی اور یسوع مسیح کی سچی فدائی بن گئی۔ اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ایک پختہ ذہن کے فرد کا ہے جو بالآخر بپتسمہ یافتہ ہو گیا۔ ص۱۰۲، ۱۰۳

آگے چل کر مسلمانوں میں طبی مشنریوں کو بھیجنے پر بہت زور دیا گیا۔ کہا گیا کہ ان بہترین مواقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ پھر ص۱۰۵ پر اس بات پر زور دیا گیا کہ:

"طبی مشنری کو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ پہلے ایک مسیحی مبلغ ہے۔ بعد میں ڈاکٹر، اس کا فرض ہے کہ وہ سچائی کو پیش کرے۔"

ایک پادری نے جو امریکن بیپٹسٹ مشنری سوسائٹی سے تعلق رکھتا تھا۔ میڈیکل مشنریوں کی افادیت پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے کہا کہ:-

ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ طبی کام کو تبلیغی ایجنسی کی حیثیت سے استعمال کیا جائے۔ اسپتالوں میں باقاعدہ "سروسز" کی جائیں۔ مسیحی لٹریچر کی تعلیم ہو۔ مریض پر ذاتی محنت ہو اور اچھے ہونے پر ان کے گھروں تک جایا جائے۔ طبی کام کے ذریعہ ہی بلاشبہ لوگوں کے دلوں کو جیتا جا سکتا ہے۔ ہر طبی مشنری کا قطعی مقصد (حضرت) مسیح کی عظمت کا اظہار اور اس کی بادشاہت کی ترقی ہونا چاہیئے یہ کام بہت سے بند دروازوں کو کھولتا ہے حتیٰ کہ عورتوں تک رسائی ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔" ص۱۰۹

ان چند اقتباسات کو نقل کرنے کا مقصد

یہ ہے کہ خدمتِ انسانیت کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمی دور ہو اور حقیقی مقصد کا علم ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح پاکستان کے سادہ لوح افراد بھی عیسائی مشنریوں کی کارگزاریوں کو روز بروز وسیع ہوتے دیکھ کر بھولپن سے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مشنری خدمتِ انسانیت کے جذبہ سے سرشار اور صرف انسانیت کے حوالہ سے ہر میدان میں خدمات انجام دے رہے ہیں ان کے ارادے بڑے نیک اور مبارک ہیں یہ اتنے وسیع القلب اور اعلیٰ ظرف کے ہیں کہ چوڑہوں اور چماروں سے لے کر اعلیٰ ذات کے لوگوں کی خدمت یکساں طور پر کرتے ہیں، نہ ان میں تنگ نظری ہوتی ہے اور نہ تعصب، ہر کوئی بظاہر ان کے دامنِ شفقت میں پناہ لے سکتا ہے۔ نہ یہ ملک کی بات کرتے ہیں اور نہ مذہب، نہ افریقی کو بُرا سمجھتے ہیں اور نہ ایشیائی کو۔ یہ بیماروں کی خدمت لپک کر کرتے ہیں۔ ضرورت مندوں کے پاس دوڑ کر پہنچتے ہیں، قصہ مختصر یہ انسانیت اور صرف انسانیت کے دکھوں کو ختم کرتے ہیں۔

ان فریب خوردہ تصورات کو مندرجہ بالا صرف دو کتابوں کے چند اقتباسات کی روشنی میں پرکھنے سے جو حقائق منکشف ہوتے ہیں وہ ان تصورات سے قطعی مختلف اور متضاد ہیں جو مسیحی حضرات انسانی خدمت کے بار بار اظہار سے کرتے ہیں۔ پچھلے اوراق پر عیسائی فرقوں اور مشنریز کی کارگزاریوں کا جو مختصر سا جائزہ پیش کیا گیا ہے اس کو ان ہدایات کے پس منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ مستقبل قریب و بعید میں اس کے کیا اثرات و نتائج نکلیں گے۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

جب اُن دیار کا دورہ فرمایا تو آپ کے بعض معاملات سے متعلق لوگوں نے شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے جواب طلب کیا تو آپؓ نے ان معاملات کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے اس کی وجوہات بیان فرمائیں۔ جس سے نہ صرف حضرت عمرؓ مطمئن ہوگئے بلکہ قریب کھڑے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی فراست و دانائی کی داد دی۔

خلیفہ ثالث کا مظلومانہ قتل

حضرت علیؓ اور آپؓ کے درمیان نزاع کا باعث تھا۔ آپؓ نے ایک لمحہ کے لئے بھی ایسا نہ سوچا کہ میں حضرت علیؓ سے افضل ہوں یا خدانخواستہ اس سنگین ملّی حادثہ میں ان کا کوئی حصّہ ہے۔ بس قاتلوں سے انتقام اور بدلہ وجہ نزاع تھا۔ حضرت علیؓ ذرا سی مہلت کا تقاضہ کرتے جب کہ آپؓ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے حضرات اس معاملہ کی اہمیت کے پیشِ نظر فوری اقدام کا تقاضہ کرتے۔ اور جب سبائی تحریک نے آپ، حضرت علی اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ لیکن محض حضرت علیؓ کے معاملہ میں وہ کامیاب ہو سکے۔ تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافتی ذمہ داریاں سنبھالیں، لیکن ۶ ماہ بعد انہوں نے امور خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کرکے جہاں اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی وہ پیشین گوئی پوری فرما دی جو دو مسلمان گروہوں کی باہمی مصالحت سے متعلق تھی وہاں حضرت معاویہؓ کی خلافت عادلہ پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

آپ کا دورِ خلافت اسلام کی اشاعت و ترویج، فتوحات اور مسلم تعمیر و ترقی کے اعتبار سے مثالی دَور تھا۔ جس کی تفصیل کا موقعہ نہیں نیز آپ نے تقویٰ اور عدل و احسان کا وہ ریکارڈ قائم فرمایا کہ آپؓ کے بدترین دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں اور اس کا سبب صحابہ علیہم الرضوان کے عمومی کردار کے ساتھ ساتھ وہ خاص نصیحت تھی جو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمائی۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے ان کے ہادی و مہدی ہونے کی دعا فرمائی اور انہیں اَحْلَمُ اُمَّتِیْ وَ اَجْوَدُھَا فرمایا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قارئینِ کرام سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر اور کھاتہ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

صدرِ مملکت کے نام کھلا خط

بخدمت جناب محمد ضیاء الحق صاحب صدرِ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

(۱) گذارش ہے۔ حضرت حق تعالےٰ کے صالحین بندے فرماتے ہیں کہ اسلامی قانون نافذ کرنے میں سستی اور غفلت نہ کرو بلکہ سختی سے اور ہوشیاری سے نافذ کر دو،

کتاب اللہ اور احادیث پاک کے مطالب و مقاصد تو بالکل واضح ہیں۔ صرف ان کو ترتیب دینا۔ جماعتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر کچھ دیوبندی و بریلوی اور اہلِ حدیث علماء کرام جو باعمل بے غرض اور متقی ہوں چن لیے جائیں۔ کیونکہ کسی کام کا ماہر ہی اس کو اچھی طرح سرانجام دے سکتا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کا بگڑا ہوا مزاج سدھرے اور اسلامی ذہن بنے۔

(۲) دیہاتوں میں لاکھوں پتی لوگ ہیں ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کا انتظام نظر نہیں آتا۔

(۳) ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی ہوٹلوں اور دکانوں میں بائیں ہاتھ سے کھاتے اور پیتے ہیں حالانکہ شریعت الٰہی کا حکم ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھایا پیا کرو۔

(۴) سڑکوں پر چلتے پھرتے پڑھے اور ان پڑھ لوگوں کو دیکھو ان کی چادریں ایڑیوں کے نیچے زمین پر بالشت بھر گھسٹتی نظر آتی ہیں شریعت اسلامیہ کا حکم ہے کہ ٹخنوں سے چادر نیچے نہ ہو۔

(۵) ہمارے بھائی جب ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں تو اکثر ان میں "اوئے" کے بغیر بات ہی نہیں کرتے اس طرح سے کبھی کبھار لڑائی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ اس غیر مہذبانہ طریقہ کو بند کرنے کے لیے ہمیں بھی اپنے عربی بھائیوں کے الفاظ "یا رفیق یا شیخ" باہمی بول چال میں استعمال کرنے چاہئیں۔

(۶) حضرت حق تعالیٰ ـــ اپنی کتاب قرآن پاک میں حکم فرماتے ہیں کہ اے مسلمانوں اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور ـــ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ غیر مردوں سے پردہ کرو۔ ورنہ قیامت میں پکڑ ہوگی۔

مضمون ہذا کے بعض احکام کو عملی طور پر نافذ کیا جائے بعض کو ریڈیو اور ٹیلی وژن پر تعلیم و تربیت کی جاسکتی ہے۔

غلام محمد ۱۴۴ ای پی صادق آباد۔ ضلع رحیم یار خاں

بقیہ : تعارف و تبصرہ

کلام کیا گیا ہے اپنے مقدمہ میں شیخ نے فقہی مذاہب سے متعلق لکھا ہے کہ "انہی کے ذریعے لوگوں میں باہم نظم و ضبط پایا جاتا ہے اور عبد و معبود کے مابین اس رابطہ کی نشاندہی ہوتی ہے جو کتاب و سنت میں بیان کردہ عبادات کے ذریعے استوار ہوتا ہے۔" اس تیسری قسم کی اہمیت اور طوالت کے پیشِ نظر اس کو ایک الگ جلد کے لیے چھوڑ کر یہاں صرف دو قسموں کے مذاہب پر گفتگو کی گئی ہے ـــ شیخ نے ان مذاہب اور فرقوں کو بھی لیا ہے جو دیارِ عرب سے باہر پیدا ہوئے۔ مثلاً قادیانی، بہائی، وغیرہ۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے کمالِ متانت اور سنجیدگی سے یہاں بھی گفتگو کی ہے اور ایسا تجزیہ کیا ہے کہ سبحان اللہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مطالعہ اس معاملہ میں بھی وسیع اور صحیح ہے ـــ کتاب جتنی اہم ہے۔ اتنا ہی ترجمہ خوبصورت ہے اور ناشرین نے ظاہری خوبیوں کا خوب خیال رکھا ہے، اُمید ہے کہ اس کتاب

ایڈیٹر کی ڈاک

محکمہ تعلیم کی توجہ کیلئے

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب!

سلام مسنون! گذارش ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے اساتذہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں ملک کے نامور عالم دین استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر عرصہ ۲۰ سال سے مسلسل روزانہ درس قرآن پاک دے رہے ہیں — اب تک بارہ سے زیادہ مرتبہ قرآن پاک مکمل کر چکے ہیں اور ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک دس ہزار کے قریب زیر تربیت اساتذ نے ان سے استفادہ کیا ہے۔

مولانا موصوف اپنے گھر سے ایک میل کا فاصلہ پیدل طے کرکے روزانہ کالج میں درس دینے کے لئے جاتے ہیں۔ اور کالج کی طرف سے انہیں رسمی طور پر معمولی سا مشاہرہ دیا جاتا ہے۔

مولانا موصوف ایک محقق عالم ہیں اور ان کے درس میں قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے علاوہ تحقیقی و تقابلی مسائل بھی ہوتے ہیں۔ جن سے اہل علم بطور خاص استفادہ کرتے ہیں لیکن گزشتہ ایک سال سے کالج کی انتظامیہ مختلف حیلوں بہانوں سے اس کوشش میں ہے کہ درس کسی نہ کسی طرح بند ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک سال سے مولانا موصوف کا مشاہرہ بھی بند کر دیا گیا۔ لیکن مولانا نے یہ کہہ کر درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا کہ مجھے اس مشاہرہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں تو دین کی خدمت سمجھ کر درس دے رہا ہوں اور جب تک پاؤں میں چلنے کی سکت ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ خدمت سرانجام دیتا رہوں گا۔

اس کے علاوہ کالج کی انتظامیہ کے اُکسانے پر مختلف لوگوں نے محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام کو مولانا موصوف کے خلاف درخواستیں دیں۔ لیکن چونکہ متعدد اعلیٰ حکام بھی اس درس سے وقتاً فوقتاً استفادہ کر چکے ہیں۔ اور وہ مولانا موصوف کے انداز بیان سے بخوبی آگاہ ہیں اس لئے یہ درخواستیں کارگر نہ ہو سکیں۔ اب مختلف ذرائع سے مولانا پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ علالت اور بڑھاپے کی وجہ سے درس قرآن کریم سے معذوری ظاہر کر دیں لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

محکمہ تعلیم کے ذمہ دار حکام سے اپیل ہے کہ وہ اس صورت حال کا نوٹس لیں اور کالج کی انتظامیہ کو ۲۰ برس سے جاری رہنے والے درس قرآن پاک کا سلسلہ بند کرنے سے باز رکھیں۔

منجانب: محمد ضمیر بٹ
صدر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں۔

(مدیر)

• تلک حدود اللہ

تالیف: ابراہیم احمد الوقفی

صفحات: ۳۰۰

ناشر: دار العلم ۶۲۳ آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد

مصر کے جلیل المرتبت اہل علم الشیخ ابراہیم احمد الوقفی کی زیر تبصرہ کتاب جو پاکستان کے دار الحکومت کے معروف ناشر نے اپنے ادارہ "دار العلم" سے شائع کی ہے۔ اس کا عنوان نام سے ظاہر ہے۔ عربی زبان کی یہ قابل قدر تالیف فاضل مصنف نے "حدود الٰہی" کے متعلق لکھی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ حق ادا کر دیا ہے۔ اس وقت دنیائے اسلام کے پچاس کے قریب ممالک میں شریعت اسلامیہ کے عملی نفاذ کے متعلق کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور دنیائے اسلام سے باہر دوسرے ممالک میں بھی ایک موثر طبقہ شریعت غراء کے احکامات وحدود کی اہمیت و افادیت کا قائل ہو چلا ہے — اس ماحول میں اہل علم پر بنیادی ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اس ضمن میں قرآن وسنت کی روشنی میں ہر ہر موضوع پر شستہ اور صاف انداز میں تفصیلات پیش کریں۔ ان احکامات الٰہیہ میں جو حکم پوشیدہ ہیں خداداد عقل و بصیرت سے انہیں عوام کے سامنے لائیں اور ان سے متعلق جو شکوک وشبہات پیدا کئے جاتے ہیں ان کا تفصیلی تجزیہ کرکے احکامات ربانی کی افادیت سے دنیا کو روشناس کرائیں۔

"حدود الٰہی" میں ایک قصاص ہے جس کے متعلق قرآن مجید نے کہا کہ اس میں تمہاری زندگی کا راز ہے "ولکم فی القصاص حیوٰۃ" ایک سطحی نظر رکھنے والا آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ الف نے "با" کو قتل کر دیا اس کی پاداش میں "الف" کو قانون قتل کر دے تو اس میں کیا زندگی کا راز ہے؟ لیکن ایک بالغ نظر اور صاحب بصیرت عالم سمجھ اور کہہ سکتا ہے کہ اس قانون کو بے لاگ طریقہ سے نافذ کرنے کے نتیجہ میں انسانی جانوں سے کھیلنے والے افراد کا ہاتھ رک جائے گا اور وہ اس کے انجام و نتائج سے ڈر کر اس قبیح حرکت سے بچ جائیں گے جب ایسا ہوگا تو گویا معاشرہ امن و سکون کی زندگی حاصل کرے گا۔ خداوند قدوس نے سورۂ مائدہ میں ایک انسان کے قتل کو انسانیت کا قتل اسی لیے قرار دیا اور ایک انسان کی زندگی کو کائنات کی زندگی سے اسی لیے تعبیر کیا — لیکن ہم نے عرض کیا کہ یہ اہل علم کا فریضہ ہے کہ وہ اس طرف توجہ کریں تاکہ علمی اعتبار سے جو وساوس پیدا کئے جاتے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔ الحمد للہ کہ کچھ لوگ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں اور انہوں نے حقائق کو الم نشرح کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ اس سلسلہ کی سب سے سنجیدہ اور موثر کوشش یہ کتاب ہے جس کو "دار العلم" کے ارباب حل وعقد نے شائع کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں "مدیر شئون دینیہ" الشیخ عبداللہ بن ابراہیم انصاری کا مقدمہ ہے اور پھر فاضل مولف کا مختصر مقدمہ اس کے بعد چند صفحات میں تمہید ہے۔ جس میں احکام شرعیہ کی فقہی تقسیم یعنی عبادات و معاملات پر گفتگو ہے اور پھر معاملات کی دونوں اقسام جدنیہ اور جنائیہ پر کلام کیا گیا ہے۔ تمہید میں بعض دوسرے مسائل پر بھی مختصراً گفتگو کی گئی ہے اور اس کے بعد الگ الگ ابواب میں زنا، قذف، سرقہ، شرب خمر، حرابہ (بغاوت) اور ارتداد پر سیر حاصل گفتگو ہے۔ ہر ہر جرم سے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ کیونکر ثابت ہوتا ہے اس کی کیا سزا ہے اور کس طرح جاری کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان جرائم کے بچنے کا موثر انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ کتاب میں ارتداد پر مفصل بحث ہے۔ یہ جرم اس لیے سب سے زیادہ سنگین ہے کہ اس سے ایمانی متاع ضائع ہوتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے خود مسلم معاشرہ میں "پڑھے لکھے دوستوں" نے اس کی سزا سے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے (ان کا) کہنا یہ ہے کہ یہ چیز بنیادی حقوق کے منافی ہے حالانکہ کسی بھی معاشرے میں فکری و ذہنی

آوارگی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ لیکن ہم ہیں کہ آسانی سے اس قبیح جرم کو گوارا کر لیتے ہیں ـــــ ناشران نے یہ علمی خدمت سرانجام دے کر بڑا احسان کیا ہے اور ہمیں توقع ہے کہ اہل علم' ارباب حکومت وکلاء اور عدلیہ کے معزز ارکان اس سے بھرپور استفادہ کریں گے اور ناشران سے اس کے اردو ترجمہ کی توقع رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

• اسلامی مذاہب

تصنیف: شیخ ابوزہرہ ؒ
ترجمہ: پروفیسر غلام احمد حریری
صفحات: ۳۹۱
قیمت: ۲۴/- روپے
ملنے کا پتہ: ملک سنز ناشران و تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد

جامعۃ القاہرہ لار کالج کے پروفیسر الشیخ ابوزہرہ کے نام اور ان کی علمی خدمات کی دنیا میں دھوم ہے اللہ کے اس بندے نے تنہا اتنا کام کیا کہ ایک ادارہ اور اکادمی بھی شاید نہ کر سکے۔ موصوف کی تصنیفی خدمات میں زیر تبصرہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے جس کا تیسرا ایڈیشن محترم پروفیسر غلام احمد حریری کے ترجمہ کے ساتھ مارکیٹ میں آیا ہے حریری صاحب نے بڑی سلاست اور روانی سے ترجمہ کیا ہے اور ضرورت کے مطابق حواشی کا بھی اضافہ کیا ہے۔ شیخ ابوزہرہ نے اعتقادی، سیاسی اور فقہی تین عنوانات کے تحت اسلامی فرقوں کو تقسیم کیا ہے اس کے بعد اعتقادی فرقوں کے ضمن میں مختلف النوع قدیم و جدید فرقوں اور ان کے بانیان کا تفصیلی ذکر ہے پھر ان کے افکار و معتقدات کی تفصیل ہے۔ یہ فرقے کن علاقوں میں پروان چڑھے اور ان کے وجود سے ملت کو کیا نقصان پہنچا۔ اس پر تفصیلی بحث ہے سیاسی فرقوں کے ضمن میں شیعہ اور خوارج اور پھر ان کی مختلف شاخوں پر تفصیلی [illegible]

اقوالِ زرّیں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

۱۔ عدل ہر ایک سے بہتر ہے لیکن امیروں سے بہتر تر ہے۔
۲۔ گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر اس سے بچنا واجب تر ہے۔
۳۔ گناہ جوان کا بد ہے مگر بوڑھوں سے بدتر ہے۔
۴۔ شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے
۵۔ جسے رونے کی طاقت نہ ہو وہ رونے والوں پر رحم کیا کرے۔
۶۔ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون و قارون وغیرہ کی۔
۷۔ بُرُوں کی صحبت نشینی سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے۔ اور تنہائی سے اہلِ علم کی صحبت بہتر ہے۔
۸۔ عمل بغیر علم کے سقیم و بیمار ہے اور علم بغیر عمل کے بیکار ہے
۹۔ انسان ضعیف ہے، تعجب ہے کہ وہ خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔
۱۰۔ امیروں کا غرور کرنا بد ہے مگر محتاجوں کا غرور بدتر ہے۔

(عبدالجبار۔ تا بٹانہ ضلع جھنگ)

سرِ دار

اگر گورنمنٹ کا منشا مذہبی آزادی سلب کرنے کا ہے تو صاف اعلان کیا جاتے تاکہ دس کروڑ مسلمان اس بات پر غور کر لیں کہ ان کو مسلمان رہنا منظور ہے یا گورنمنٹ کی رعایا ـــــ اسی طرح ۲۲ کروڑ ہندو بھی غور کر لیں کہ ان کو کیا کرنا ہے؟ کیونکہ جب مذہبی آزادی ہی چھینی گئی تو سب کی چھینی جائے گی۔

اگر لارڈ ریڈنگ اس لیے بھیجے گئے ہیں کہ قرآن کو جلا دیں۔ حدیث شریف کو مٹا دیں اور کتبِ فقہ کو برباد کر دیں، تو سب سے پہلے اس پر اپنی جان قربان کرنے والا میں ہوں۔

(ـــ اس آخری جملہ پر مولانا محمد علی جوہرؒ نے جزاک اللہ کہہ کر حضرت مدنیؒ کے قدم چوم لیے ـــ)

حضرت مدنیؒ کا بیان در مقدمہ بغاوت بمقام کراچی سنہ ۱۹۲۱ء
مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، لاہور ـــ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵
فیروز سنز لمیٹڈ کے سربراہ جناب عبدالحمید خاں
کے قلم سے
امام الاولیاء حضرت لاہوری کی حیات طیبہ پر ایک مکمل تالیف
مرد مومن
کا مطالعہ کیجیے
قیمت تیرہ روپے پچاس پیسے ۔ ڈاک خرچ دو روپے فی نسخہ
براہ راست طلب فرمائیے!
ناظم: تالیفات و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور